فہرست مضامین

نمبر ۱۳۱ | ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳ مئی ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے تاحال (یکم مئی) لاہور میں رونق افروز ہیں :-

صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کی صحت خدا تعالے کے فضل سے اب پہلے سے بہت اچھی ہے :-

خانصاحب منشی برکت علی صاحب شملوی نائب ناظر بیت المال نے ۳۰- اپریل کو بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں بقیہ سفر حج کے حالات سُنائے اختتام تقریر پر آب زمزم جو کہ پانی میں ڈال کر بطور تبرک پلایا گیا تقریر ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک جاری رہی۔ جو بڑی دلچسپی سے سُنی گئی :-

مولوی غلام نبی صاحب مصری مدرس مدرسہ احمدیہ بعارضہ عرق النساء زیادہ بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے :-

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مہاشہ محمد عمر صاحب اور مولوی محمد نذیر صاحب۔ کو ۲ مئی دھاریوال آریوں سے مناظرہ کے لئے بھیجا گیا :-

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ابدی زندگی کے چشمہ کے قریب پہنچنے والوں کو نصیحت

"تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے۔ اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ۔ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا۔ پا چکے۔ یہ سچ ہے۔ کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو۔ جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالے کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے۔ کہ تم اس چشمہ کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالے نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالے کے فضل اور کرم سے توفیق چاہو۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے۔ کیونکہ خدا تعالے کے فضل بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ جو اس چشمہ سے پیئے گا۔ وہ ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے۔ اور ہلاکت سے بچاتا ہے۔ اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے۔ یہی کہ خدا تعالے نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں۔ ان کو بحال کرو۔ اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے۔ دوسرا مخلوق کا"

(الحکم ۱۷- مئی ۱۹۰۲ء)

مالابار کیلئے مجاہدین کی ضرورت

مالابار کے علاقہ میں انگریزی دان آنریری مبلغین کی ضرورت ہے۔ جو ایسے رنگ میں کام کریں جس طرح ملکانہ میں کام کیا گیا تھا۔ اور اس قسم کے مبلغین کی ایک جماعت وہاں کھی جائے جو اس حد تک کام کرے۔ کہ مخالفین اس بات سے مایوس ہو جائیں کہ احمدیوں کو مصائب میں مبتلا کر کے وہ احمدیت کو روک سکتے ہیں۔ ایسے بہت سے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ صاحب توفیق احباب جلدی اپنے آپ کو پیش کریں۔ اگر بعض دوست کسی وجہ سے خود تشریف نہ لے جا سکتے ہوں۔ تو جتنے عرصہ کے لئے وہ جانیکا ارادہ رکھتے ہوں اتنے عرصہ کے اخراجات نقدی کی صورت میں بھیجدیں۔ تاکہ ہم ان کے حصہ کا ایسے احمدیوں سے کام لے سکیں۔ جو اپنی زبان جانتے کی وجہ سے بہت عمدہ کام کر سکتے ہیں۔ اب اس کے لئے انگریزی دانوں کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ جو دوست بھی اس کار خیر میں حصہ لے سکتے ہوں۔ ان کو شامل ہونا چاہیئے۔ اور جلد سے جلد اطلاع دی جائے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

۱۹۳۴ء میں پنجاب کے حج کرنیوالے احمدی

اس سال پنجاب سے جن احمدی اصحاب کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان میں سے خانصاحب منشی برکت علی صاحب اور شیخ عبدالرحیم صاحب کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے حسب ذیل اصحاب نے بھی اس سال حج کیا:۔

(۱) جناب ڈاکٹر عبدالحق صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ لاہور۔

(۲) جناب عبدالعظیم صاحب سیالکوٹ۔

(۳) جناب ڈاکٹر نواب علی صاحب آف مردان۔

(۴) عبدالعزیز صاحب آف سیالکوٹ۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

۱۰ مئی تک رقوم ارسال فرما دیجائیں

بارہ ہزار روپیہ کی فوری ضرورت کے لئے جو اعلان کیا گیا تھا۔ اس پر اگرچہ بعض احباب نے رقوم ارسال فرمائی ہیں۔ لیکن کئی ایک نے لکھا ہے۔ کہ وہ ماہ مئی کے عشرہ اول میں رقوم بھیج سکیں گے۔ اور تاریخ بڑھا دی جائے۔ اس لئے گزارش ہے۔ کہ احباب ۱۰ مئی تک اپنی رقوم ضرور ارسال فرمائیں۔ یہ روپیہ بھی ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک میں محسوب کیا جائے گا۔ اب تھوڑی کسر باقی ہے۔ احباب کو حصول ثواب کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

چندہ کشمیر کی بیحد ضرورت

احباب جماعت کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ حالات کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانان کشمیر کی آئینی امداد کے لئے نہایت سرگرمی سے کام شروع فرما دیا ہے۔ جس کے لئے اخراجات کی سخت ضرورت ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تمام احمدی جماعتیں چندہ کشمیر نہایت احتیاط اور باقاعدگی کے ساتھ وصول کر کے بھجوائیں اور اس میں قطعاً تساہل سے کام نہ لیا جائے۔ ہر جماعت کو اس طرف خصوصیت سے متوجہ ہونا چاہیئے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب شملہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ تار حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو لاہور طلب فرمایا۔ آپ جمعہ کی شام کو لاہور پہنچے۔ وہاں سے سلسلہ کے بعض کاموں کے لئے شملہ بھیجا گیا۔

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے پر لیکچر

۲۹ اپریل صبح ۱۰ بجے گیانی واحد حسین صاحب نے بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے پر زیر صدارت جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب بمقام گنج لاہور تقریر کی جو چالیس منٹ تک جاری رہی۔ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلمان ہونا سکھ صاحبان کی معتبر کتب سے ثابت کیا گیا۔ اور سوالات کا موقعہ سکھ صاحبان کو دیا گیا۔ سکھوں کی طرف سے گیانی سندر سنگھ صاحب نے آدھ گھنٹہ تک سوالات کئے۔ جن کے گیانی واحد حسین صاحب نے جواب دیئے۔ گیانی سندر سنگھ صاحب نے اپنی آخری تقریر میں کہا کہ جو تعریف مسلمان کی گیانی واحد حسین صاحب نے بیان فرمائی ہے۔ اگر یہی ہو تو مسلمان بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو تسلیم کیا جائے۔ تو ہم اس سے متفق ہیں۔ لیکن موجودہ مسلمانوں کا رویہ اس کے برعکس ہے۔ اور وہ قابل تسلیم نہیں۔ سوال و جواب کا سلسلہ تقریباً دو بجے بعد دوپہر تک جاری رہا۔ خاکسار رحمت اللہ سکرٹری تبلیغ۔ جماعت احمدیہ گنج

ثواب حاصل کرنے کا موقعہ

چونکہ بیرون ہند اور اندرون ملک سے بعض غیر احمدی اور احمدی غیر مستطیع دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب وقتاً فوقتاً طلب کرتے رہتے ہیں اور نظارت ہذا کی طرف سے ایک حد تک ان کی درخواستوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ مگر بعض دفعہ کمی رہ جاتی ہے۔ اس واسطے جو دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب برائے حصول ثواب مفت بھیج سکیں۔ وہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کو ارسال کر دیا کریں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

اعلان برائے سکرٹریان تبلیغ

حسب الحکم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ مولوی عبدالعزیز صاحب معمار کو تحصیل گورداسپور و تحصیل بٹالہ کا معاون انسپکٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ لہذا ان علاقوں کی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان تبلیغ آگاہ رہیں۔ اور ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہوں۔ خاکسار اللہ دتا جنرل سکرٹری انصار اللہ

حصہ داران سٹار ہوزری کو اطلاع

تمام حصہ داران کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ

(۱) اسناد حصص بالکل تیار ہیں۔ جو دوست حاصل کرنا چاہیں مہربانی فرما کر مکتوب تخصیص حصص واپس کر دیں جس کے بدلے میں پر سندیں ارسال کر دی جائیں گی۔

(۲) کمپنی ہذا کے حصص خریدنا ہر ایک بھائی کا قومی فرض ہے۔ اور اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا نہایت تاکیدی ارشاد احباب تک پہنچ چکا ہے۔ اب جبکہ کام شروع ہونے میں کوئی دیر نہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ بہت جلدی حصص خرید کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں ہر قسم کی اطلاع کے لئے کمپنی کو تحریر فرمائیں۔

(۳) بعض حصہ دار اس خیال سے اپنی اقساط کی ادائیگی سے رکے ہوئے ہیں۔ کہ شاید ان کے حصص ضبط ہو چکے ہوں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تا حال کسی بھائی کے حصص ضبط نہیں کئے گئے۔ ایسے احباب کمپنی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مہربانی فرما کر بہت جلدی اپنے ذمہ کی رقوم کمپنی کے نام ارسال فرمائیں۔ تمام بقایا داران کے نام انفرادی یاد دہانیاں بھجوائی گئی ہیں۔ (۴) اگر کسی بھائی نے حصص کی خریداری کے لئے کمپنی کو یا کسی اور شخص کو کوئی رقم ادا کی ہو۔ اور انہیں دفتر سے باقاعدہ تخصیص حصص کی اطلاع نہ ملی ہو۔ تو ایسے دوست رقوم کی تفصیل وغیرہ سے کمپنی کو اطلاع فرمائیں تاکہ بعد تحقیق انہیں اطلاع دی جا سکے۔ (جنرل منیجر سٹار ہوزری۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۸ محرم ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

"پیغام صلح" کا معیارِ شرافت

کیا "پیغام" اپنے آپ کو اور اپنے حضرت امیر کو شریف و معقول آدمی ثابت کر سکتا ہے

"پیغام" کا پیش کردہ اصل

ہمارے ایک معمولی سے مطالبہ سے گریز کرتے ہوئے جو "پیغام صلح" کے ایک سوال کے سلسلہ میں پیش کیا گیا تھا۔ "پیغام صلح" (۲۳ اپریل) نے یہ اصل پیش کیا ہے۔ کہ

"جب کسی شریف و معقول آدمی سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو وہ سیدھی طرح اس کا جواب دیتا ہے۔ یا صاف کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا۔ اور خاموش ہو جاتا ہے"

اور اس کے بعد یہ فیصلہ نافذ فرمایا ہے۔ کہ

"جناب خلیفہ قادیان کے سرکاری گزٹ اخبار "الفضل" کا طرز عمل اس شریفانہ روش کے بالکل برعکس ہے"

"الفضل" کا طرزِ عمل شرافت اور تہذیب کے "پتلے" "پیغام صلح" کو اگر اپنی بیان کردہ "شریفانہ روش" کے "بالکل برعکس" نظر آئے۔ تو یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ کیونکہ اس کی آنکھوں پر کینہ و بغض کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس نے جو شرافت کی تشریح کی ہے۔ اور جسے ہر "شریف و معقول آدمی" کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے رو سے وہ خود۔ اس کے "حضرت امیر"۔ اور اس کے "قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب" کہاں تک "شریف و معقول آدمی" ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ان سوالات کو پیش کر کے "پیغام صلح"۔ اور اس کے "حضرت امیر" کی "شریفانہ روش" کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب کے علم بغاوت بلند کرنے کے وقت سے ہماری طرف سے کئے جاتے رہے ہیں۔ اور جن کی فہرست نہایت طویل ہے۔ بلکہ صرف وہ سوالات عرض کئے جاتے ہیں۔ جو حال ہی میں ہماری طرف سے کئے گئے۔ اور یہ دکھایا جاتا ہے۔ کہ ان کے متعلق "پیغام صلح" نے اپنی بیان کردہ "شریفانہ روش" کو کہاں تک ملحوظ رکھا۔

مولوی محمد علی صاحب کا استعفیٰ

گزشتہ دسمبر میں جب مولوی محمد علی صاحب نے بالفاظ "پیغام صلح" دیکھا۔ کہ بعض افراد نے بعض ذاتی اغراض کے جذبہ کے ماتحت انجمن کو بدنام کرنے کے لئے بہت سے بہتان امیر جماعت کے خلاف لگا کر پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے" تو وہ انجمن کی صدارت سے استعفیٰ دینے پر مجبور ہو گئے۔ اور ان کے استعفیٰ کا ذکر "پیغام صلح" نے بایں الفاظ کیا:-

"جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انجمن کی جنرل کونسل کا جو اجلاس ہوا اس میں حضرت امیر نے اس بات کا اعلان فرمایا۔ کہ چونکہ ان کے خلاف ایک قسم کا پروپیگنڈا جاری ہے جس کا اثر ان کی ذات تک محدود نہیں۔ بلکہ قوم کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس لئے وہ اس وقت تک کے لئے جب تک ان کا دامن بعد تفتیش کامل پاک و صاف نہ ہو جائے۔ انجمن کی صدارت سے استعفا دے کر جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب نائب میر مجلس کو صدر منتخب فرماتے ہیں" (پیغام ۷ جنوری)

اگر مولوی محمد علی صاحب اپنا دامن بعد تفتیش کامل پاک و صاف ہو جانے کے بعد استعفیٰ واپس لیتے۔ اور ان "بہت سے بہتانات" کی معقول طور پر تردید کر دی جاتی۔ جنہوں نے مولوی صاحب کو صدارت سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ تو کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب ایک طرف تو نہ تفتیش کامل کی گئی۔ اور نہ ان کا دامن پاک و صاف ہوا۔ اور دوسری طرف انہوں نے استعفیٰ واپس لے لیا۔ تو لازمی طور پر چند نہایت اہم سوالات پیدا ہو گئے اور ہم نے وہ سوالات نہایت سنجیدگی کے ساتھ "پیغام صلح" اور اس کے "حضرت امیر" کے سامنے رکھ کر ان کا جواب طلب کیا۔ یہاں مختصر طور پر ان سوالات کو پھر دہرا دیا جاتا ہے:۔

پہلا سوال

ہم نے عرض کیا۔ ممبرانِ مجلس منتظمہ اور آنریری جنرل سکرٹری کے اعلانات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ "ایک قسم کا پروپیگنڈا" اور "بہت سے بہتانات" "امیر جماعت" مولوی محمد علی صاحب کے خلاف لگائے گئے۔ نہ کہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے صدر کے خلاف۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مولوی صاحب نے انجمن کی صدارت سے تو استعفیٰ دے دیا۔ مگر عہدہ امارت پر قابض رہے۔ جب ان پر بہتان "امیر جماعت" ہونے کی حیثیت سے لگائے گئے تھے۔ تو معقولیت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ امیر جماعت کے عہدہ سے استعفیٰ پیش کرتے۔ یوں بھی صدارت کے مقابلہ میں امارت زیادہ نازک اور ذمہ داری کا درجہ ہے۔ پھر کیوں مولوی صاحب نے "اس وقت تک کے لئے جب تک کہ ان کا دامن بعد تفتیش کامل پاک و صاف نہ ہو جائے" امارت سے استعفیٰ نہ دیا۔ کیا امیر جماعت کی حیثیت سے وہ اپنا دامن پاک و صاف رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اگر سمجھتے ہیں۔ تو جو طریق عمل انہوں نے عہدہ صدارت سے لپٹے ہوئے دامن کو ملوث سمجھ کر اس کے پاک و صاف کرنے کے لئے اختیار کیا۔ وہی انہیں عہدۂ امارت کے متعلق اختیار کرنا چاہیئے تھا۔ جب "صدرِ انجمن" اور "امیر جماعت" ایک ہی شخصیت ہے۔ اور اس کا ایک ہی دامن تو پھر دامن کے ایک کونہ کو پاک و صاف کرنے کے لئے استعفیٰ کے پتھر پر دے مارنا۔ اور دوسرے کونہ کی صفائی کی ضرورت نہ سمجھنا چہ معنی دارد:۔

دُوسرا سوال

پھر ہم نے عرض کیا۔ کہ جس کونسل نے بغیر تحقیق و تفتیش کئے اور بغیر مقابل فریق کا بیان لئے یہ اعلان کیا۔ کہ "حضرت امیر کے خلاف جو پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ وہ محض بے بنیاد اور جھوٹا ہے" اس کی ہیئت "کامل تفتیش" کرنے کے قطعاً ناقابل تھی۔ کیونکہ وہ مولوی صاحب کے خسر۔ ہم زلف۔ بھائی۔ بھتیجے ملازمین انجمن اور رازدار رفقائے کار پر مشتمل تھی۔ حتیٰ کہ مولوی صاحب خود بھی تفتیش کنندوں میں شامل تھے۔ اس کے بالمقابل بہتانات لگانے والوں میں سے کسی ایک کو بھی ثبوت پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ ان حالات میں اس کونسل کی طرف سے جو اعلان کیا گیا۔ اسے کامل تفتیش کا نتیجہ کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے:۔

تیسرا سوال

پھر اس کونسل نے حسب "اعلان خود" "ایک وقتی معاملہ کی تحقیق تک" اپنے فیصلہ کو محدود رکھا۔ حالانکہ مولوی صاحب پر بہت سے بہتانات لگائے جانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ ان سب بہتانات کی تحقیقات کیوں نہ کی گئی:۔

چوتھا سوال

آخری بات یہ عرض کی گئی۔ کہ جب مولوی محمد علی صاحب کے خلاف

ان کے اپنے فریق کے بعض افراد کا پراپیگنڈا اتنی شدت اختیار کر چکا تھا۔ کہ انہیں استعفےٰ داخل کرنا پڑا۔ اور جب کونسل نے اسے بے بُنیاد قرار دیا۔ خواہ یونہی قرار دے دیا۔ تو پھر ایسا پروپیگنڈا کرنے والوں کے لئے کیوں کوئی سزا تجویز نہ کی گئی کم از کم اپنی انجمن سے ان کی علیحدگی کا تو اعلان کر دیا جاتا ؂

کیا جواب دیا

یہ سوالات تھے۔ جنہیں ہم نے پوری تفصیل کے ساتھ پیش کیا تھا۔ اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ پیش کیا۔ کیا "پیغام صلح" بتا سکتا ہے۔ کہ ان کے جواب میں اس نے یا اس کے "حضرت امیر" نے اپنے اس اصل پر کہاں تک عمل کیا۔ کہ "جب کسی شریف و معقول آدمی سے کوئی سوال کیا جاتا ہے۔ تو وہ سیدھی طرح اس کا جواب دیتا۔ یا صاف کہدیتا ہے۔ کہ میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا"۔ ہمارے پیش کردہ سوالات کے متعلق اول تو "پیغام صلح" کے لئے یہ کہنے کی قطعاً گنجائش ہی نہیں۔ کہ یہ "شریفانہ روش کے برعکس" ہیں۔ کیونکہ ان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا گیا۔ جو معقولیت سے خالی ہو۔ تاہم اگر وہ "پیغام صلح" کے نزدیک اس معیار پر پورے نہ اُترتے۔ تو بھی اس کا فرض تھا۔ کہ اپنے آپ کو "شریف اور معقول آدمی" ثابت کرنے کے لئے سیدھی طرح جواب دیتا۔ یا مولوی محمد علی صاحب کا جواب شائع کرتا۔ یا پھر صاف کہدیتا۔ کہ "میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا"۔ مگر اس نے ان میں سے کوئی بات بھی نہ کی۔ پھر وہ اپنے پیش کردہ اصل کے مطابق اپنے آپ کو اور اپنے "حضرت امیر" کو کیونکر "شریف و معقول آدمی" سمجھتا ہے ؂

پانچواں سوال

۸- فروری ۱۹۳۴ء کے "الفضل" میں "پیغام صلح" کے ان الفاظ کی بناء پر کہ "خدا کا یہ ایک محکم قانون ہے۔ کہ وہ اپنے کسی مامور کو بھیجے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا .... سو وہ مامور مجدد زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں"۔ سوال کیا گیا تھا۔ کہ "خدا کا وہ محکم قانون کونسا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ کسی مجدد کو بھیجے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا"۔ کیا "پیغام صلح" نے "سیدھی طرح" کوئی اس کا جواب دیا۔ یا صاف طور پر یہ کہا۔ کہ "میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا"۔ اگر نہیں تو وہ کس طرح "شریف و معقول آدمی" کہلا سکتا ہے ؂

چھٹا سوال

"پیغام صلح" (۲۳ فروری ۱۹۳۴ء) نے مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۂ قرآن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہوئے دعوے کیا تھا۔ کہ "اس ترجمہ کی بدولت ہزاروں تعلیم یافتہ غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں"۔ اس کے متعلق ہم نے سوال کیا۔ کہ کیا آپ ایسے لوگوں کی اسم وار فہرست پیش کر سکتے اور بتا سکتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے۔ اور انہیں اپنا امیر تسلیم کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر وہ ایمان لا چکے ہیں۔ مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا گیا۔ اور نہ یہ کہا گیا۔ کہ فلاں وجہ سے جواب نہیں دیا جا سکتا ؂

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی روش

اسی سلسلہ میں "پیغام صلح" کے "قبلہ" ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جب ہم نے دیکھا۔ کہ وہ بات بات میں دخل دینا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ تو ان کی توجہ ان سوالات کی طرف مبذول کرائی گئی۔ جن کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب اور "پیغام صلح" نے اپنی "تسلیم کردہ" "شریفانہ روش" اختیار کر کے اپنے "شریف اور معقول آدمی" ہونے کا ثبوت پیش نہ کیا تھا ڈاکٹر صاحب نے حسب معمول غیظ و غضب کا بے حد اظہار کیا۔ مگر سوالات کا "سیدھی طرح" نہ تو کوئی جواب دیا۔ اور نہ صاف طور پر یہ کہا۔ کہ "میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا"۔ حالانکہ "پیغام" کے صفحات میں ان کا جواب نویسی کا شوق اس حد تک بڑھا ہوا ہے۔ کہ اگر ان سے کوئی شخص کسی مضمون کا حوالہ دریافت کرے۔ یا اخبار کا کوئی پرچہ مہیا کرنے کے لئے لکھے۔ تو اس کے متعلق بھی وہ "پیغام" میں ہی یہ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آپ انجمن کے سکرٹری کو لکھیں۔ پیغام صلح کے فائل میں سے وہ ان اخباروں کو نکلوا کر بھجوا سکتے ہیں۔ ایسے شخص کا باوجود خاص طور پر مخاطب کئے جانے کے نہایت اہم سوالات کے جواب میں ایک لفظ تک سیدھی طرح نہ لکھنا۔ اور نہ صاف طور پر یہ کہنا۔ کہ میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا۔ "پیغام صلح" کے نزدیک اسے کیونکر "شریف و معقول آدمی" ٹھیرا سکتا ہے ؂

"پیغام صلح" بتائے

یہ حال ہی کی چند ایک مثالیں پیش نظر رکھ کر "پیغام صلح" بتائے۔ کہ ان میں اس نے اپنے بیان کردہ اصل کو کہاں تک ملحوظ رکھا۔ اور اس صورت میں وہ اپنے آپ کو۔ اپنے "حضرت امیر" کو اور اپنے قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو کیونکر شریف و معقول آدمی قرار دے سکتا ہے۔ اگر اپنی پہلی روش کے لحاظ سے نہیں۔ تو کیا اب ان سوالات کے جواب سیدھی طرح دیگا۔ یا صاف کہہ دیگا۔ کہ میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا۔ اس کے لئے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرح جھنجھلا کر یہ کہدینا کافی نہ ہوگا۔ کہ "جو کچھ الفضل میں شائع ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ان کا جواب میں ہی دیا کروں۔ اور نہ وہ سب اس قابل ہوتا ہے کہ اس کا جواب دیا جائے"۔ اس کے ساتھ یہ ثابت کرنا بھی ضروری ہوگا۔ کہ "الفضل" نے جو سوالات کئے۔ وہ کن وجوہات کی بناء پر اس قابل نہیں۔ کہ ان کے جواب دیئے جائیں۔ ان سوالات کو لغو کہدینے سے وہ لغو ثابت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ انہیں لغو کہنے والے کی اپنی لغویت ثابت ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے۔ کہ چونکہ اس کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس لئے وہ بالفاظ "پیغام صلح" "شریف و معقول آدمی" بن کر نہ تو سیدھی طرح جواب دیتا ہے۔ اور نہ صاف طور پر یہ کہکر کہ میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا۔ خاموش رہتا ہے ؂

کشمیر میں سول نافرمانی بند

ہماری شروع سے ہی یہ رائے تھی۔ کہ سول نافرمانی مسلمانان کشمیر کے لئے کسی صورت میں بھی مفید اور فائدہ رسان نہیں ہو سکتی۔ اور ہم نے بار بار دلائل اور شواہد پیش کر کے مشورہ دیا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر اس طریق عمل کو ترک کر کے آئینی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ تاکہ ایک طرف تو ریاست کو ان پر جبر و تشدد کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور دوسری طرف وہ بے حد مظلوم ہوتے ہوئے ظالم نہ ٹھیرائے جائیں۔ اگرچہ ابتداءً ہمارے اس مشورہ کی طرف پوری توجہ نہ کی گئی۔ اور عاقبت نااندیش لوگوں کے پیچھے لگ کر سول نافرمانی شروع کر دی گئی۔ لیکن جوں جوں دن گزرنے لگے۔ ہمارے مشورہ کی اہمیت واضح ہوتی گئی۔ اور تجربہ نے ثابت کر دیا کہ منزلِ مقصود تک پہونچنے کی راہ سول نافرمانی نہیں ہے۔ اگرچہ یہ تجربہ نہایت ہی تلخ ہے مسلمانانِ کشمیر کو فلاکت اور تنگ دستی کی حالت میں ناقابل قیاس مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ جس کا کچھ بھی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اور اگر ہمارے مشورہ کو قبول کر لیا جاتا تو یہ نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔ تاہم خوشی کی بات ہے۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک کو ترک کر دیا گیا ہے۔ اور شیخ محمد عبداللہ صاحب پریزیڈنٹ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ سول نافرمانی کے پروگرام کو اس کی تمام صورتوں میں معطل کیا جاتا ہے۔ اور تمام لوگوں سے اپیل کی ہے۔ کہ سول نافرمانی کو فی الفور ترک کر دیں۔ تاکہ ملک میں سکون کی فضا پیدا ہو سکے ؂

عملی طور پر تو سول نافرمانی پہلے ہی معطل ہو چکی تھی۔ اب باقاعدہ طور پر اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ملک کے لیڈروں کو آئینی جدوجہد کرنے اور صحیح طور پر راہنمائی کرنے والے مشیروں کی رائے پر عمل کرنے کا موقعہ مل سکیگا ؂

فضا میں سکون پیدا کرنے کی کوشش کرنا جس طرح لیڈروں کا فرض ہے۔ اسی طرح حکومت کا بھی ہے۔ اور اب جبکہ مسلمانانِ کشمیر نے کلیۃً سول نافرمانی ترک کر دی ہے ریاست کو بھی چاہیئے۔ کہ جن لوگوں کو اس سلسلہ میں گرفتار کر کے جیل خانوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ انہیں رہا کر دے۔ اور جن کی جائدادیں ضبط کی گئی ہیں۔ انہیں واپس دے دی جائیں ؂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ لاہور اور تبلیغ احمدیت

استقلال - ہمت اور قربانی کی روح پیدا کرنے کی ضرورت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۴ء بمقام لاہور

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے جمعہ جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور جو ہدایتیں میں نے دی تھیں۔ ان کے مطابق کام کرنے کے لئے قاضی محمد اسلم صاحب جو یہاں کی جماعت احمدیہ کے مقامی امیر ہیں۔ انہوں نے جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔

جماعت کے کئی اجلاس

کئے ہیں۔ اور ایک اجلاس اس نظام کے متعلق مجھ سے مشورہ کرنے کے لئے میری موجودگی میں بھی کیا گیا۔ جو تجاویز تبلیغ کے لئے کی گئی ہیں۔ وہ اپنی ذات میں میں سمجھتا ہوں۔ اتنی مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اور اتنے مفید نتائج پیدا کرنے والی بن سکتی ہیں۔ کہ چند مہینوں میں ہی خدا تعالےٰ کے فضل سے

تبلیغ کے عمدہ پھل

جماعت حاصل کر سکتی ہے لیکن۔ اور یہ لیکن ایک بہت بڑا لیکن ہے۔ تجاویز کچھ کام نہیں کیا کرتیں۔ بلکہ درحقیقت وہ روح کام کیا کرتی ہے۔ جو کام کرنے والوں کے اندر موجزن ہوتی ہے ؁

مجھے ان تجاویز کے متعلق اور ان کے

خوشگوار نتائج

کا خیال کرتے ہوئے وہ لطیفہ یاد آجاتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے۔ جو کام کرنے کا ارادہ تو کرتے ہیں۔ مگر

عملی رنگ میں کام

کر کے دکھاتے نہیں۔ آپ فرمایا کرتے۔ کوئی امیر تھا جو بہت ہی سست اور غافل تھا۔ قدرتی طور پر اس کے نوکر بھی اسی سے اثر قبول کرتے۔ اور وہ بھی اپنے کاموں میں سہل انگاری کھاتے عام طور پر آس پاس رہنے والے کتے بلیاں اپنے پیٹ اس امیر کے باورچیخانہ سے بھرتے تھے۔ ایک دفعہ اس نے اخراجات کی زیادتی دیکھ کر جب اپنے

اخراجات کا جائزہ

لیا۔ تو اسے معلوم ہوا۔ کہ بہت سی چیزیں ضائع جاتی ہیں۔ خصوصاً باورچیخانہ کے متعلق اسے معلوم ہوا۔ کہ وہ کھلا ہے اور کتے بلیاں آکر چیزیں خراب کر جاتی ہیں۔ تب اس نے سختی سے حکم دیا۔ کہ باورچی خانہ کو دروازہ لگا دیا جائے۔ اور پھاٹک ہمیشہ بند رہا کرے تا کوئی جانور اندر نہ آسکے

لطیفہ یوں ہے

کہ جب پھاٹک لگا۔ تو سارے کتے رونے لگے۔ کہ اب تو ہم بھوکے مر جائیں گے۔ وہ مل کر رو ہی رہے تھے۔ کہ کوئی عمر رسیدہ کتا وہاں آپہنچا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے۔ وہ کہنے لگے آج تک تو جب ہمیں بھوک لگتی۔ اس امیر کے باورچی خانہ میں چلے جاتے اور کھا پی آتے۔ مگر اب یہاں دروازہ لگا دیا گیا ہے۔ اور ہمارے لئے اندر داخل ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ اب ہم بھوکے مر جائیں گے وہ کہنے لگا۔ یہ بیوقوفی کی بات ہے۔ بے شک پھاٹک تو لگ گیا۔ مگر اسے بند کون کرے گا؟

جس شخص کو اپنے مال کی اتنی بھی فکر نہ ہو۔ کہ ملازموں کی نگرانی کرے۔ اور جن ملازموں کے دل میں اپنے مالک کی اتنی خیر خواہی بھی نہ ہو۔ کہ وہ اس کے

مال کی حفاظت

کریں۔ ایسا آقا کب دیکھیگا۔ کہ اس کے نوکر دیانت داری سے کام کرتے ہیں یا نہیں۔ اور ایسے نوکر کب اس امر کا خیال رکھیں گے کہ پھاٹک کھلا رہتا ہے یا بند

حقیقت یہ ہے۔ کہ محض نیت یا سامان کی موجودگی سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نیت کے بعد

سامانوں کے استعمال سے صحیح نتیجہ

پیدا ہوا کرتا ہے۔ اگر چھ مہینہ یا سال کے بعد مجھے دوبارہ یہاں آنے کا موقع ملے۔ اور جب میں تبلیغی حالات دریافت کروں۔ تو مجھے معلوم ہو۔ کہ ابھی آپ لوگ مشورے ہی کر رہے۔ اور سوچ رہے ہیں۔ کہ کیونکر کام کریں۔ تو یہ تجاویز کیونکر مفید پھل پیدا کر سکتی ہیں ؁

پس میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خالی تجاویز کام نہیں دیا کرتیں۔ بلکہ جو چیز کامیاب کیا کرتی ہے۔ وہ

استقلال

ہے۔ یہ استقلال ہی ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو عارف بناتی ہے استقلال ہی ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو عالم بناتی ہے۔ اور استقلال ہی ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو خدا تعالےٰ کا مقرب بناتی ہے جب استقلال نہ رہے۔ تو ساری چیزیں

خواب پریشاں

ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اور کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں ؁

لوگ حیران ہوتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے مگر آج ہمارے لئے وہ پھل کیوں پیدا نہیں ہوتے۔ جو پہلوں کے لئے پیدا ہوئے۔ حالانکہ جب تک استقلال سے

قرآن مجید پر عمل

نہ کیا جائے۔ وہ پھل کیونکر پیدا ہوں۔ جو پہلے لوگوں کے لئے پیدا ہوتے۔ ایک دھوبی جتنے پانی سے کپڑے دھولیتا ہے اس سے لاکھ گن زیادہ پانی بھی اگر قطرہ قطرہ کر کے دو سال تک کسی کپڑے پر ٹپکاتے رہو۔ یا اس طرح قطرہ قطرہ کر کے دریا بھی بہا دو۔ تب بھی کپڑا صاف نہیں ہوگا۔ لیکن اگر استقلال کے ساتھ

چند سیر پانی

میں اچھی طرح کوٹ کاٹ کر کپڑا دھویا جائے۔ تو تھوڑی دیر میں ہی صاف ہو جاتا ہے ؁

پس بے استقلالی اور بے ربطی کے ساتھ کام کرنا

طاقت کو ضائع کرنا

ہوتا ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اسی طرح کام کیا۔ کہ کبھی جوش آیا۔ تو ہفتہ میں چار چار دفعہ جماعت کے اجلاس کر لئے۔ اور جوش مٹا تو مہینوں

اجلاس منعقد کرنے کا خیال

ہی نہ آیا۔ یا اجلاس کا انتظام کیا گیا۔ تو کسی نے کہہ دیا۔ میری بیوی بیمار ہے۔ کسی نے کہہ دیا میری کا بہن بیمار ہے۔ کسی نے کہہ دیا۔ مجھے دفتر میں کام زیادہ ہے۔ اور اس طرح کسی نے ایک اور کسی نے دوسرا بہانہ بنا کر جماعت کے اجلاس میں شمولیت نہ کی۔ تو کوئی نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے فرمایا کرتے تھے

الاستقامۃ فوق الکرامۃ

یعنے استقامت کرامت سے بھی زیادہ اہمیت رکھنے والی چیز ہے کیونکہ کرامت خدا کی طرف سے آتی ہے۔ اور جو چیز خدا کی طرف سے آئے۔ وہ آسان ہوتی ہے۔ مگر استقامت بندے نے پیدا کرنی ہوتی ہے۔ اور بندے کا اپنے اندر کوئی خوبی پیدا کرنا مجاہدہ چاہتا ہے۔ پس آپ نے فرمایا۔ تم اس حصہ کو بھاری اور مشکل سمجھتے ہو۔ جو خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ حالانکہ

مشکل حصہ

وہ ہے۔ جو بندے سے تعلق رکھتا ہے۔ لوگ سوال کرتے رہتے ہیں خدا بولتا کیسے ہے۔ الہام کس طرح ہوا کرتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مشکل بات ہے حالانکہ اگر انسان اپنے اندر

الہام نازل ہونے والی کیفیت

پیدا کرے۔ تو خدا اس سے بول سکتا ہے۔

پس اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ استقامت اہم اور زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ یہ بندے سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن خدا کے لئے کرامت دکھانا بالکل آسان ہے۔ ہاں استقامت جو کرامت کو جذب کرنیوالی ہوتی ہے۔ مشکل ہے۔ لوگوں میں یہ

ایک عام مرض

ہے۔ کہ وہ مستقیم نہیں ہوتے۔ بلکہ ڈانواڈول رہتے ہیں۔ کبھی نماز کا خیال آیا۔ تو ساری ساری رات پڑھتے رہے۔ اور جب نماز چھوڑی تو مہینوں اس کا خیال تک نہ آیا۔ دعائیں مانگنے پر آئے۔ تو ماتھے گھسنے لگے۔ اور جب خیال ہٹا۔ تو تکلیف میں بھی خدا یاد نہ آیا۔ یہ حالت کبھی اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ بلکہ اچھے نتائج کے لئے ضروری ہے۔ کہ

انسان مستقیم ہو

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ

اعمال میں سے بہتر عمل

کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا خیر الاعمال ادومھا۔ یعنی اعمال میں سے بہتر وہ ہے۔ جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ خود آپ کی ایک بیوی کا ہی واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب آپ گھر گئے۔ تو دیکھا چھت سے رسی لٹک رہی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ یہ رسی کیسی ہے۔ انہوں نے بتایا۔ یہ میں نے اس لئے لٹکائی ہے۔ کہ جب میں تہجد پڑھا کرتی ہوں تو بعض دفعہ نیند آجاتی ہے۔ اس رسی سے سہارا لے لیا کروں گی۔ آپ نے فرمایا خیر الاعمال ادومھا یا خیر العبادات کا لفظ استعمال فرمایا۔ یعنی اپنے

نفس پر بوجھ

وہ ڈالو۔ جس کو ہمیشہ نبھا سکو۔ اور ہمیشہ کے لئے جس بوجھ کے اٹھانے کی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اسے مت اٹھاؤ۔

میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اس مسئلہ کا بھی غلط استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنی قربانی کم سے کم کرتے چلے جائیں گے۔ اور جب ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ قربانی کم سے کم کیوں کرتے ہو۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیر الاعمال ادومھا یعنی بہتر امر وہ ہے۔ جس پر مداومت اختیار کی جاسکے۔ چونکہ

زیادہ قربانی پر مداومت

نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قربانی کم سے کم کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی انہیں اپنی حالت پر قرار نہیں ہوتا۔ اور وہ اپنی قربانی کو اور کم کر دیتے ہیں۔ پھر اور کم یہاں تک کہ ان کی حالت اس شخص کی سی ہو جاتی ہے جس نے اپنے بازو پر

شیر کی تصویر

گدوانی چاہی۔ مگر گودنے والا جب سوئی مارے تو کہے۔ یہ عضو نہ بناؤ اس کے بغیر بھی شیر بن جائے گا۔ آخر اس نے سوئی رکھدی۔ اور کہا کسی ایک عضو کے نہ ہونے سے تو شیر کی تصویر بن سکتی ہے۔ مگر جب شیر کا کوئی عضو بھی گودنے نہیں دیا جاتا۔ تو شیر کیونکر بنے۔ ایسے لوگ ہمیشہ اپنی کمزوری کے ماتحت

قربانیوں سے بچنے کے لئے رستے

تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اور اس قسم کی احادیث سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ چونکہ قربانیوں پر دوام ضروری ہے۔ اس لئے

قربانی میں کمی

کرنی چاہیئے۔ تا اس پر دوام ہو سکے۔ پھر اس میں بھی کمی کرتے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے آپ پر کسی قربانی یا عبادت کا اتنا بوجھ نہ ڈالو۔ جو نفس کی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ جتنا تمہارا

بیمار نفس

قربانی کرنے کی خواہش کرے۔ اس پر مداومت رکھو۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جتنا انسانی نفس ایک عبادت یا قربانی برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اتنی عبادت اور قربانی کرو۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو جو مالی قربانیوں میں کمزور تھا۔ دوسرے نے نصیحت کی۔ تو وہ جواب میں کہنے لگا۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ لوگ سوال کرتے ہیں خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ قل العفو یعنے جو بچ رہے وہ خرچ کرو جب بچتا ہی کچھ نہیں۔ تو

خدا کی راہ میں

کیا دیں۔ اب اگر اس آیت کے یہی معنے لئے جائیں۔ تو اس آیت کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ آج کل اسلام کے لئے کچھ بھی خرچ نہ کیا جائے۔ کیونکہ آج کل فضول خرچیوں کے اس قدر دروازے کھل چکے ہیں۔ کہ اگر

دس کروڑ روپیہ آمدنی

ہو۔ تو بھی اس میں سے کچھ نہیں بچ سکتا۔ حالانکہ اس آیت کے بعض نے یہ بھی معنے کئے ہیں۔ کہ

جتنا بچ سکے

وہ خدا کی راہ میں دو۔ یہ نہیں۔ کہ فضول خرچیاں کرتے چلے جاؤ۔ اور پھر کہو۔ اس کے بعد جو بچ رہے گا۔ وہ دیں گے۔ فضول خرچی کے بعد روپیہ نے کیا بچنا ہے۔ اور آج کل تو روپیہ خرچ ہونے کے اتنے طریق نکل آئے ہیں۔ کہ بچنے کی امید ہی نہیں ہو سکتی دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ جب ڈاکٹر کسی مریض سے کہتا ہے۔ کہ غذا کم کرو۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ اتنی کم کرو۔ کہ فاقہ کر کر کے معدہ خراب کر لو۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ معدہ پر بوجھ نہ ڈالو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اپنے

اعمال میں استقامت

پیدا کرو۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایسے اعمال اپنے ذمہ ڈالو جو کر سکتے ہو۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ اپنی طاقت سے بھی کم عمل کر دو اور ہمیں دو۔ کہ چونکہ مداومت اختیار کرنی ہے۔ اس لئے

تھوڑے سے تھوڑا کام

اپنے ذمہ لینا چاہیئے۔ ایک پیاسے کو پانی کا ایک قطرہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور اگر ایک لوٹا بھر کر اسے پلا دیا جائے۔ تو وہ بھی اس کے معدے کو ضعف پہنچائیگا۔ پس

افراط اور تفریط

دونوں راہوں سے بچو۔ جن لوگوں نے تبلیغ کے سلسلہ میں اپنے ایسا کام لیا ہے۔ وہ نہ تو اتنا کام لیں۔ جو ان کی طاقت برداشت سے باہر ہو۔ اور نہ اتنا کم لیں۔ کہ طاقت ان میں اس سے زیادہ ہو۔ ورنہ اس صورت میں بھی ان کے

دلوں پر زنگ

لگ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس طریق پر غور کر کے اور سوچ سمجھ کر اگر جماعت کے لوگ کام کریں گے۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں اس کے خوشگوار نتائج نکلنے شروع ہو جائیں گے۔ اور چونکہ کام کرنے کے نتیجہ میں ایک عادت بھی ہو جائے گی اس لئے کام آسان دکھائی دے گا۔

تبلیغ کے سلسلہ میں بعض لوگ یہ بھی عذر پیش کر دیا کرتے ہیں۔ کہ ہمیں وقت نہیں ملتا۔ حالانکہ اگر ان کے

وقت کا جائزہ

لیا جائے۔ تو دو دو گھنٹے وہ دوستوں کے ساتھ بکواس پر ضایع کر دیتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں کی لسٹ بتا سکتا ہوں۔ جن کے متعلق مجھے معلوم ہے۔ کہ جب میں یہاں پہنچوں وہ فوراً میرے ملنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ حالانکہ بیوی بچے ان کے بھی ہوتے ہیں۔ وہ بھی ملازم پیشہ یا تاجر ہوتے ہیں۔ انہیں بھی فرائض لاحق ہوتی ہیں۔ مگر وہ ضرور پہنچ جائیں گے۔ ملیں گے

دعا کے لئے تحریک

کریں گے۔ یا اور کوئی ضروری بات ہو۔ تو وہ دریافت کریںگے

پس درحقیقت انسان اپنے

نفس کے لئے

بہانے بھی تلاش کر سکتا ہے۔ اور نفس پر بوجھ بھی ڈال سکتا ہے۔ اور جب تک انسان اپنے آپ پر ذمہ داری نہ ڈال لے۔ اور کام کرنے کی عادت پیدا نہ کرے تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن جب عادت ڈال لی جائے۔ تو بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔ بلکہ کام کرنا

غذا کی طرح

ہو جاتا ہے۔ اور بجائے کبیدگی یا ملال محسوس کرنے کے بشاشت محسوس ہوتی ہے۔ اور جب بشاشت پیدا ہو جائے۔ تو بوجھ نہیں رہتا۔ بلکہ کام کرنا اسی طرح لذت بخش ہو جاتا ہے۔ جس طرح انسان اپنے بیوی بچوں سے ملتا یا اور ضروری فرائض منصبی سرانجام دیتا ہے؂

پس احباب کو میں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے

فرائض کی بجا آوری

میں استقلال سے کام لیں۔ نہ تو اپنے کاموں کو اتنا کم کریں کہ ان کے دلوں پر زنگ لگ جائے۔ نہ اتنا زیادہ کریں۔ کہ وہ انہیں کر ہی نہ سکیں؂

میں نے دیکھا ہے۔ بعض کو تبلیغ کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور یہی چیز انہیں

سب چیزوں سے زیادہ مرغوب

نظر آتی ہے۔ اگر مجلس میں باتیں ہو رہی ہوں۔ تو تبلیغی باتوں سے ہی انہیں دلچسپی ہوگی۔ ذرا کوئی اور بات چھیڑی جائے۔ فوراً انہیں اباسیاں آنی شروع ہو جائیں گی۔

میری مجلس

میں ہی کئی قسم کے لوگ آتے ہیں۔ بعض کے متعلق دیکھا ہے کہ ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ تو بڑے متوجہ رہتے ہیں۔ ذرا مذہب کی بات چلے تو انہیں اباسی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اگر انسان عادت ڈال لے تو وہی کام اس کے

سکھ اور آرام

کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی طرف قرآن مجید نے والنازعات غرقا و الناشطات نشطاً میں اشارہ کیا ہے۔ جب تک یہ حالت نہ ہو۔ کہ

کام میں بشاشت

پیدا ہو جائے۔ اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی؂

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت ان امور کی طرف توجہ کرے گی۔ لاہور مرکز ہے۔ اس صوبہ کا جسے خدا تعالےٰ نے

اشاعت اسلام کے لئے

چنا ہے۔ پس دوست اپنے اندر چستی پیدا کریں۔ استقلال ہمت اور

قربانی کی روح

پیدا کریں۔ اور خدا تعالےٰ کے دین کے کاموں میں اس سے بڑھ کر لذت محسوس کریں۔ جتنی اپنے بیوی بچوں یا اور ضروری کاموں میں محسوس کرتے ہیں؂

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ تمام دوستوں کو ان کی

ذمہ واریوں کے ادا کرنے کی توفیق

عطا فرمائے۔ کیونکہ ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے بعد ہی صحیح نیکی اور تقوےٰ پیدا ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے؂

عیسائیوں کا چیلنج منظور

مجھے یہ سنکر بہت خوشی ہوئی۔ کہ دھاریوال میں مناظرہ کے وقت عیسائی صاحبان نے فتح گڑھ چوڑیاں میں احمدیوں سے تبادلہ خیالات کرنے کی آرزو ظاہر کی ہے۔ اگرچہ یہ اعلان محض اس ناکامی کو چھپانے کے لئے کیا گیا۔ جو مباحثہ دھاریوال میں ان کو حاصل ہوئی۔ تاہم میں اس چیلنج کو بخوشی خاطر منظور کرتا ہوں۔ گو پہلے بھی پادری برکت اللہ صاحب چیلنج دے کر جب ہم ان کے دردولت پر پہنچے۔ تو دم بخود ہو گئے تھے۔ اور آج تک جواب نہیں دیا تاہم اس نئے چیلنج کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور عیسائی صاحبان سے عرض گذار ہوں۔ کہ مجھے حاضر خدمت ہو کر مضامین و شرائط کے تصفیہ کی اجازت دیں؂

خاکسار

عبدالعزیز جنرل سکرٹری تبلیغ علاقہ غربی
تحصیل بٹالہ۔ حال قادیان

بقایا رقوم کی ادائگی کے متعلق

ضروری اعلان

مالی سال جماعت احمدیہ کا ۳۰ اپریل کو ختم ہوتا ہے لیکن چونکہ ملازمت پیشہ احباب عموماً تنخواہ پر اپنے ہر قسم کے مواجب ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے ماہ اپریل میں جو وہ ادا کر سکتے تھے وہ غالباً شروع ماہ میں ادا کر چکے ہیں۔ اور جب تک ان کو ماہ رواں یعنی ماہ اپریل کی تنخواہ جو یکم مئی کو یا اس کے بعد واجب الادا ہے۔ نہ ملے۔ تب تک ان سے کسی مزید ادائگی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے اگر ان کے لئے بھی بقایاجات کی ادائگی کی تاریخ آخر اپریل ہی رکھی جائے۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان کا سال تب ہی ختم ہو گیا۔ جب ان کو ماہ مارچ کی تنخواہ ملی تھی۔ چونکہ یہ امر ان کے حالات کے لحاظ سے مناسب نہیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ ان کو اس سال کے بقایاجات اس سال کی آمد سے ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ جو ان کے ہاتھ میں یکم مئی سے پہلے نہیں آ سکتی۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ۱۵ مئی تک بھی جو رقوم بابت سال ۳۳-۱۹۳۴ء دفتر محاسب انجمن احمدیہ قادیان میں موصول ہوں گی۔ وہ سال رواں کے اندر ادا شدہ سمجھی جائیں گی۔ اور سال آئندہ میں بطور بقایا سال گذشتہ نہیں دکھلائی جائیں گی

نیز جملہ کارکنان جماعت ہائے احمدیہ مطلع رہیں۔ کہ اس تاریخ تک جو بھی رقوم ان کی طرف سے موصول ہوں گی۔ اگر ان کی جماعت کے ذمہ کوئی بقایا ہوگا۔ تو وہ ادائگی بقایا سال رواں میں محسوب ہوں گی۔ آئندہ سال کا بجٹ ان کو بعد میں پورا کرنا ہوگا؂ ناظر بیت المال - قادیان

اعلان برائے سکرٹریان تبلیغ

(۱) سکرٹری صاحبان تبلیغ اپنی رپورٹوں میں ضرور اس بات کا ذکر کیا کریں۔ کہ دفتر کی طرف سے جو اشتہار یا ٹریکٹ شایع ہوتے ہیں وہ انہوں نے خود پڑھ کر اور کتنے لوگوں کو پڑھوائے (۲) رپورٹ ہر ماہ پہلے ہفتہ کے اندر اندر باقاعدہ پہنچا دیا کریں۔ اگر کسی صاحب کے پاس مطبوعہ فارم نہ ہو۔ تو دفتر سے منگوا لیں؂

خاکسار

اللہ دتا سکرٹری انصار اللہ قادیان

غیر مبائعین کے عقائد میں انتہائی تنزل

غیر مبائعین نے جب سے مرکز احمدیت کو چھوڑا۔ ان کے اعتقادات کا انتہائی تنزل نمایاں ہونا شروع ہو گیا۔ اگرچہ یہ کمزوری ان کے اندر پہلے سے موجود تھی۔ جس کی وجہ سے خلافت اولیٰ کے زمانہ میں کئی خطبات ان کو مدنظر رکھ کر حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو فرمانے پڑے۔ اور ان میں سے بعض کو بیعت کی بھی تجدید کرنی پڑی اس وقت بھی ان کے عقائد مشتبہ تھے۔ تبھی تو ان کو یہ اعلان کرنا پڑا۔ کہ "معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے۔ کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانے کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔"
(اخبار پیغام صلح جلد اول نمبر ۳۴ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

مگر آہستہ آہستہ ان کے عقائد میں تغیر شروع ہوا۔ "نبی اور رسول اور نجات دہندہ" کو محض "مجدد صدی چہاردہم" قرار دینے لگے۔ اور "ظلی نبی" کی ایسی تشریح کرنے لگے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے بالکل خلاف ہے۔ کہ "ظلی نبوت جس کے معنے ہیں۔ کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا" (حقیقۃ الوحی صـ۲۸) نیز "بروزی نبی" کہنا شروع کیا۔ اور اس کی یہ تشریح کی جانے لگی جیسا کہ حال میں غیر مبائعین کے راولپنڈی کے جلسہ میں میر مدثر شاہ صاحب نے کہا۔ کہ بروز سے مراد ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ بعض گذشتہ اولیاء نے اپنے آپ کو کہا کہ "نحن خدا ایم" یا "انا الحق" وغیرہ۔ نہ وہ خدا بن گئے اور نہ حضرت مرزا صاحب نبی بن گئے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ "اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعامات پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعاموں کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفیٰ غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے۔ کہ اس مصفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ) گویا بروز سے مراد کامل متبع ہے۔ اب غیر مبائعین کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ جب انہوں نے اپنا جلسہ ۲۲، ۲۳ اپریل کو راولپنڈی میں کیا۔ تو ان کے مقررین نے سارا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ اور جو ان کو نبی کہے اس کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں چیلنج کیا گیا۔ مگر جب خاکسار نے ان کا چیلنج قبول کر کے وقت کا مطالبہ کیا۔ تو پہلے دن ۲۲ اپریل کو صرف دو دفعہ ۱۰-۱۰ منٹ وقت دیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ حد بندی کر دی گئی۔ کہ میں صرف ایک اعتراض کر دوں۔ ورنہ وقت نہیں دیا جائے گا۔ میں نے ان کی اس شرط کو مان کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت آپ کی کتابوں سے واضح کیا۔ اور "ایک غلطی کا ازالہ" سے آپ کی نبوت کی تشریح پیش کی۔ آخر میں ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء والی تحریر پیغام صلح بھی پڑھ کر سنا دی گئی۔ اور ثابت کیا گیا۔ کہ یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں۔ مگر ان کے دانت کھانے کے اور ہیں۔ اور دکھانے کے اور۔

دوسرے دن میر مدثر شاہ صاحب کی تقریر ختم نبوت پر ہوئی وقت کا مطالبہ کیا گیا۔ تو یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ پروگرام خراب ہوتا ہے۔ حالانکہ پروگرام جو شائع کیا گیا تھا۔ اس کی پابندی خود ہی نہیں کی جا رہی تھی۔ اپنے وقت پر کوئی تقریر بھی شروع نہ ہوئی۔ ایک رقعہ کے ذریعہ تحریری طور پر وقت کا مطالبہ کیا گیا لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ آخر مولوی محمد علی صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ انہوں نے غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ ہمارے عقائد وہی ہیں۔ جو تمہارے عقائد ہیں۔ نبوت کے متعلق کفر و اسلام کے متعلق اور نماز با جماعت کے متعلق۔ ان کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد مسٹر جان صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے کہا کہ جب لاہوری فرقہ کے لیڈر نے آج ہمارے سامنے یہ کہہ دیا ہے۔ کہ ہمارے عقائد وہی ہیں۔ جو تمہارے ہیں تو اب ہمیں زیادہ چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ اور یہ ہمارے ہی عقائد ولایت میں پھیلاتے ہیں۔ اگر یہی بات ہے۔ تو پھر میں حیران ہوں کہ آپ نے تقریر میں ہمیں احمدیت کی دعوت کیوں دی ہے۔ جب وہ سب باتیں جو یہ مجھے منوانا چاہتے ہیں مجھے حاصل ہیں۔ تو مجھے ان کی طرف آنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں شکریہ کے ساتھ ان کی دعوت ان کو واپس کرتا ہوں۔ اتنے میں ایک اور غیر احمدی کی طرف سے یہ سوال بھی پیش ہوا۔ کہ اگر عقائد میں کچھ فرق نہیں ہے۔ تو پھر ہمیں غیر احمدی کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کا جواب بھی کچھ نہ دیا گیا۔

غیر مبائعین کی اس روش کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمودہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جو آپ نے تریاق القلوب صـ۱۳۱ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ "جو شخص خدا کے مامور سے انکار کرتا ہے آخر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔"

(خاکسار:۔ عبد الرحمٰن انور بوتالوی مہتمم تبلیغ حلقہ راولپنڈی)

عیسائیت کے متعلق ایک رپورٹ
احمدیت کا ذکر

خاکسار کو ایک کتاب "ہندوستان میں اعلیٰ عیسائی تعلیم" کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ یہ ایک رپورٹ ہے۔ جو کہ دو امریکن۔ دو برطانوی اور دو ہندوستانی اعلیٰ پایہ کے پادریوں نے ہندوستان میں اعلیٰ عیسائی تعلیم کے اثر و نتائج کے متعلق مرتب کی ہے۔ اس میں صفحہ ۵۲ پر احمدیت کے متعلق بھی چند سطور سپرد قلم کی گئی ہیں۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"راسخ الاعتقادی نے ایک اور طرف سے ایک خاص مذہبی شکل میں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ آریہ سماج اگرچہ ایک مصلح فرقہ تھا۔ جو ہندومت کا ایک پُرجوش محافظ ثابت ہوا۔ اسلام میں اسی قسم کی خدمت جماعت احمدیہ بجا لا رہی ہے۔ اس فرقہ کے پیروؤں نے اپنے آپ کو بڑی سرگرمی سے مذہب کی حفاظت اور اشاعت میں لگا دیا ہے۔ اسلام کی تائید میں اپنے لٹریچر۔ اور اس کی از سر نو تشریح کرنے سے۔ انہوں نے اسلام کی حالت کو تعلیم یافتہ طبقات میں مضبوط کرنے کے متعلق نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی بہت کچھ کام کیا ہے۔" مندرجہ بالا اقتباس

عورتوں کو محروم الارث رکھنا اور مہر غصب کرنا ظلم عظیم ہے

ہمارا سرحدی صوبہ کیسا بدقسمت خطہ ہے۔ کہ جہاں مسلمانوں میں لڑکیوں کو فروخت کرنے کی رسم مروج ہے۔ اور جن لوگوں کے تاریک دل احمدیت کی ضیا پاشیوں سے ابھی تک مکمل طور پر منور نہیں ہوسکے۔ وہ بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ عورتوں کے بے کس و بے بس طبقہ کی داستاں نہایت ہی الم انگیز ہے۔ مویشیوں کی طرح چند ٹکوں کے بدلے حوا کی ان شریف بیٹیوں کو فروخت کردیا جاتا ہے۔ اس انسانیت سوز سلوک پر کسی کے دل میں ٹیس نہیں اٹھتی۔ اور اس ظلم عظیم روا رکھے جانے پر کہیں سے شفقت و ہمدردی کا جذبہ متحرک نہیں ہوتا۔ رشتہ اسی جگہ ہوتا ہے۔ جہاں سے زیادہ سے زیادہ رقم مل سکے۔ قطع نظر اس بات کے کہ لڑکی کا مستقبل تاریک ہوگا۔ یا درخشاں۔ وہی روپیہ لے کر نکاح کردیتے ہیں۔ خواہ لڑکی کی عمر ذلت و نکبت میں کٹے۔ ظالم ماں باپ کے دل خدائے جبار و قہار کے خوف سے ذرہ بھر نہیں لرزتے جبکہ وہ اپنی لڑکیوں کو خدائے عزوجل کے صریح احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے محروم الارث قرار دیتے ہیں۔ اور اسی ظلم پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ ان بیچاریوں کے حق مہر کی رقم بھی خود غصب کرلیتے ہیں۔ ان حالات میں وہ بیچاریاں مجبور ہوتی ہیں۔ کہ شوہر کے ہاں جاکر غلامانہ زندگی بسر کریں۔ نہ وہ خودداری اور عزت نفس کو قائم رکھ سکتی ہیں۔ اور نہ ہی حسنات مثل چندہ زکوٰۃ۔ وصیت۔ صدقہ قربانی وغیرہ مالی قربانی میں حصہ لے سکتی ہیں۔ نکاح کے موقعہ پر ایسی گراں قدر رقم کی ادائگی کے بعد لڑکی نئے گھر میں اپنے شوہر کو بسا اوقات ایسا مفلس پاتی ہے۔ کہ شوہر مظلوم کے پاس ایک پیسہ تک نہیں ہوتا۔ بلکہ قرض کی گرانباری کا وبال ہر وقت مظلوم کے سر پر سوار رہتا ہے۔ اور اس تنگی کی وجہ سے شوہر اور بی بی دونوں افلاس میں مبتلا رہتے ہیں

خدا کرے میری یہ عاجزانہ آواز سرحد کے ان افراد کے کانوں تک پہنچ جائے۔ جو اس گناہ عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تاکہ آئندہ اپنی لڑکیوں کی شادیاں شریعت حقہ کے مطابق کریں۔ میری اپنی سرحدی بہنوں سے بھی یہ گذارش ہے۔ اور اگر یہ مضمون کسی کے مطالعہ میں آئے۔ تو وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ تاکہ طبقہ اناث ہمیشہ کے لئے اس شرمناک غلامی سے آزاد ہو جائے۔ نیز سرحد کی انجمنوں کے سرکردہ ممبروں سے

جناب سید محمد حسین شاہ صاحب کا تبادلہ

جناب سید محمد حسین شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد کی تبدیلی کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہوگئی ہے۔ یہاں ڈیڑھ دو سال کے عرصہ قیام میں بحیثیت امیر جماعت احمدیہ اپنے فرائض تنظیم وغیرہ نہایت احسن طریق سے بجالاتے رہے۔ سکول سٹاف اور پبلک کے ساتھ جوان کا سلوک رہا۔ اس کی وجہ سے انہوں نے اپنے اور پرائے کے دل میں گھر کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی تبدیلی کی خبر سنکر نہ صرف مقامی اور ضلع کی جماعتہائے احمدیہ کو رنج ہوا۔ بلکہ سکول سٹاف طلباء اور عوام کو بھی اس کا سخت احساس ہوا۔

۲۱ اپریل۔ ماسٹر عبدالرشید صاحب سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد کی جانب سے جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کو الوداعی پارٹی دی گئی جس میں علاوہ اساتذہ سکول۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان آریہ ہائی سکول و بورڈ سکول۔ اسلامیہ مڈل سکول ایبٹ آباد کے جماعت احمدیہ میں سے خاکسار۔ ڈاکٹر فیروزالدین صاحب صوبیدار نظام الدین خان صاحب اور بابو احمد اللہ صاحب بھی مدعو تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ خورونوش کے بعد اولاً سکول کے ایک مدرس مولوی فقیر محمد صاحب نے جناب شاہ صاحب کی تبدیلی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے استدعا کی۔ کہ وہ ہمیں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ اس کے بعد لالہ لوٹر یدہ مل صاحب ہیڈ ماسٹر آریہ ہائی سکول نے مختصراً شاہ صاحب کے حسن اخلاق اور نیک سلوک کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ میرا شاہ صاحب کے ساتھ مختلف رنگوں میں معاملہ پڑتا رہا ہے۔ میں نے ان کو اپنے فرائض منصبی کی ادائگی میں نہایت دیانتدار محنتی اور کام کا نتیجہ خدا پر چھوڑنے میں پورا متوکل اور صابر پایا۔ کئی دفعہ میں نے اگر ایک چٹ لکھ کر ان کو بلا بھیجا۔ تو ان کو اپنے پاس اسی وقت موجود پایا۔ انہیں کبھی یہ خیال تک نہ آیا۔ کہ میں گورنمنٹ ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہوں مجھے ایک نیشنل سکول کا ہیڈ ماسٹر اپنے پاس کیوں بلاتا ہے۔ وہ ہمارے بوائے سکوٹس ایسوسی ایشن کے ممبر بھی رہے ہیں۔ اس حیثیت سے جو وقتاً فوقتاً وہ ہمیں رائے دیتے رہے ہیں۔ اس کو ہم نے نہایت مفید پایا۔ میں بحیثیت ہیڈ ماسٹر سکول اور سکرٹری سکوٹس ایسوسی ایشن۔ ان کا سکول اور ایسوسی ایشن کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں ہماری دعا ہے۔ کہ خدا ان کو اس سے بڑھ کر ترقی عطا کرے۔ اور ہمیشہ خوشی نصیب ہو۔

اس کے بعد ماسٹر عبدالرشید خان صاحب سیکنڈ ماسٹر و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہائی سکول نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ میرا مختلف ہیڈ ماسٹر صاحبان سے واسطہ پڑا ہے۔ لیکن سچ کہتا ہوں کہ جن اخلاق کا انسان میں نے سید محمد حسین شاہ صاحب کو پایا۔ ایسے انسان ہمارے محکمہ میں بہت کم ملیں گے۔ جس دن شاہ صاحب کی تبدیلی کی خبر پہنچی۔ ہمارے رنج و افسوس کا تو کیا ذکر۔ بورڈنگ ہاؤس کے لڑکوں کو میں نے دیکھا۔ کہ وہ رو رہے تھے۔ اور کہا یہ سوال اور ہے میرا اور شاہ صاحب کا عقائد میں اختلاف ہے۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں۔ کہ شاہ صاحب میں میں نے اخلاق محمدی کا پورا نمونہ پایا ہے۔ شاہ صاحب میری ہمسائیگی میں رہے ہیں۔ اس تمام عرصہ میں مجھے شاہ صاحب کے گھر سے ان کی آواز تک کبھی سنائی نہیں دی۔ جب اپنے گھر باہر سے آکر داخل ہوتے۔ تو پہلے دروازہ پر آواز دیدیتے۔ بغیر آواز دینے کے وہ اپنے گھر کبھی داخل نہیں ہوتے۔ بتاؤ ایسے اخلاق کا نمونہ ہم میں سے کس میں ہے۔

اختتام پر شاہ صاحب نے حاضرین کا شکریہ بجالاتے ہوئے فرمایا۔ میرا اصول ہمیشہ یہ رہا ہے۔ کہ میں دوسروں کے لئے مفید بنوں۔ کیونکہ مجھے مفید بننے کے واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ آخر میں دعا کی کہ آنے والے ہیڈ ماسٹر صاحب کے ساتھ سٹاف کا ہمیشہ تعاون رہے۔ اور خدا کرے کسی استاد کو نہ ان سے اور نہ ان کو کسی استاد سے شکایت و رنجش کا موقع ملے۔

دوسرے روز شام کے ۵ بجے جماعت احمدیہ کی طرف سے شاہ صاحب کو الوداعی پارٹی دی گئی جس میں شاہ صاحب نے افراد جماعت کو چند نصائح کیں۔ اور فرائض منصبی کی ذمہ داری و بجا آوری کی طرف توجہ دلائی۔ اور دعا پر مجلس برخاست ہوئی

خاکسار عبدالسبوح احمدی مولوی فاضل ایبٹ آباد

ضرورت

(۱) اگر کوئی دوست ایس۔ وی پاس بیکار ہوں۔ تو وہ فوراً دفتر امور عامہ کو اطلاع دیں۔ کیونکہ ایک جگہ ضرورت ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۲۵ - ۲ - ۳۵ ہوگا۔

(۲) سرگودہا میں ایک دوست کو ہوشیار اور بارعب انٹرنس پاس کی ضرورت ہے۔ جو ایک لڑکے کو چھٹی جماعت کی تعلیم سکول سے فارغ اوقات میں دے سکے۔ نیز دینی تعلیم بھی دے سکتا ہو۔ عہ یا عہ ماہوار تنخواہ کے علاوہ کھانا اور رہائشی مکان بھی دیا جائے گا۔ جو صاحب جانا چاہتے ہوں۔ وہ فوراً دفتر امور عامہ میں اطلاع دیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

نمبر	نام	پتہ
۶۷	شیخ محمد ایوب صاحب	ضلع شاہ پور
۶۸	عبدالرحمٰن صاحب	〃 〃
۶۹	عبدالکریم صاحب	〃 〃
۷۰	چوہدری فیض احمد صاحب	〃 〃
۷۱	رسالدار ملک غلام محمد صاحب	ضلع جہلم
۷۲	شیر خان صاحب	〃 〃
۷۳	مرزا اکرم داد صاحب	〃 راولپنڈی
۷۴	غلام رسول صاحب	ضلع گورداسپور
۷۵	عبدالقیوم صاحب	〃 جہلم
۷۶	عبدالغفور صاحب	〃 〃
۷۷	مہدی صاحب	〃 〃
۷۸	میاں اللہ دتا صاحب	〃 جھنگ
۷۹	میر حامد شاہ صاحب	〃 گجرات
۸۰	راج علی صاحب	〃 〃
۸۱	غلام نبی صاحب	〃 لائل پور
۸۲	دین محمد صاحب	〃 〃
۸۳	شریف صاحب	〃 سیالکوٹ
۸۴	اللہ دتا صاحب	〃 لاہور
۸۵	خدا بخش صاحب	〃 سیالکوٹ
۸۶	عبداللہ صاحب	〃 لاہور
۸۷	شہاب الدین صاحب	〃 〃
۸۸	فیض بخش صاحب	〃 ملتان
۸۹	حبیب عالم شاہ صاحب	〃 جہلم
۹۰	غلام حیدر صاحب	〃 شیخوپورہ
۹۱	طفیل محمد خان صاحب	〃 لدھیانہ
۹۲	عبدالستار صاحب	〃 جہلم
۹۳	محمد سعید صاحب	〃 گجرات
۹۴	حافظ نور الٰہی صاحب	〃 سرگودہا
۹۵	گلاب صاحب	〃 سیالکوٹ
۹۶	عمر حیات صاحب	〃 شاہ پور
۹۷	محمد شریف صاحب	〃 شیخوپورہ
۹۸	جمال دین صاحب	〃 سرگودہا
۹۹	خیر الدین صاحب	〃 〃
۱۰۰	چراغ الدین صاحب	〃 〃
۱۰۱	عاجز خان صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۰۲	باز صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۰۳	قاسم صاحب	〃 〃
۱۰۴	عبداللہ صاحب	〃 〃
۱۰۵	غلام محمد صاحب	〃 〃
۱۰۶	غلام حیدر صاحب	〃 〃
۱۰۷	محمد عبداللہ صاحب	
۱۰۸	محمد ارشاد احمد صاحب	ضلع لائل پور
۱۰۹	چوہدری رحمت علی صاحب	〃 جالندھر
۱۱۰	عبدالرشید صاحب	〃 بجنور
۱۱۱	محمد صدیق صاحب	〃 〃
۱۱۲	قاضی فضل احمد صاحب	〃 راولپنڈی
۱۱۳	راجا صاحب	〃 سرگودہا
۱۱۴	برکت علی صاحب	〃 گورداسپور
۱۱۵	چوہدری غلام مصطفیٰ کمال صاحب	〃 لائل پور
۱۱۶	چودھری جلال الدین صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۱۷	ہاشم علی خان صاحب	〃 〃
۱۱۸	شیخ عبدالرشید صاحب	〃 سرگودہا
۱۱۹	شیخ عبدالرحمٰن صاحب	〃 〃
۱۲۰	عبدالغفار خان صاحب	〃 دہلی
۱۲۱	محمد دین صاحب	ضلع امرتسر
۱۲۲	غلام محمد صاحب	〃 لائل پور
۱۲۳	عبدالحق صاحب	〃 گجرات
۱۲۴	حافظ پیر محمد صاحب	〃 جالندھر
۱۲۵	نذیر احمد شاہ صاحب	〃 گجرات
۱۲۶	عبدالحمید احمد صاحب	〃 〃
۱۲۷	نواب صاحب	〃 گجرانوالہ
۱۲۸	ایم غلام محمد صاحب	〃 گجرات
۱۲۹	عطا محمد صاحب	〃 ہوشیارپور
۱۳۰	سردار علی صاحب	〃 میرپور
۱۳۱	چوہدری محبوب عالم صاحب	〃 گجرانوالہ
۱۳۲	علی محمد صاحب	〃 جالندھر
۱۳۳	عظمت علی صاحب	〃 ہوشیارپور
۱۳۴	سردار محمد صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۳۵	حاجی ولی محمد صاحب	〃 سندھ
۱۳۶	ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب	ضلع گورداسپور
۱۳۷	مسعود خان صاحب	ضلع گورداسپور
۱۳۸	محمود احمد خان صاحب	〃 〃
۱۳۹	عنایت اللہ صاحب	〃 سرگودہا
۱۴۰	اللہ دتا صاحب	〃 گجرات
۱۴۱	سردار خان صاحب	〃 گجرات
۱۴۲	چوہدری غلام حیدر صاحب	〃 〃
۱۴۳	میراں بخش صاحب	〃 〃
۱۴۴	عبداللہ صاحب	〃 منٹگمری
۱۴۵	عطا محمد صاحب	〃 〃
۱۴۶	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۴۷	رحمت علی صاحب	〃 〃
۱۴۸	شیر محمد صاحب	〃 〃
۱۴۹	محمد شریف صاحب	〃 گجرات
۱۵۰	رحم داد صاحب	〃 〃
۱۵۱	محمد شفیع صاحب	〃 〃
۱۵۲	اکبر علی صاحب	〃 〃
۱۵۳	عبدالعزیز صاحب	〃 گوجرانوالہ
۱۵۴	ظہور الدین صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۵۵	عبدالغفار شاہ صاحب	〃 ڈیرہ غازی خان
۱۵۶	عالم دین صاحب	〃 سرگودہا
۱۵۷	سردار خان صاحب	〃
۱۵۸	محمد حسین شاہ صاحب	〃 〃
۱۵۹	محمد دین صاحب	〃 گجرات
۱۶۰	احمد خان صاحب	〃 〃
۱۶۱	تاجا صاحب	〃 〃
۱۶۲	ابراہیم صاحب	〃 گورداسپور
۱۶۳	تاج محمد صاحب	〃 گجرات
۱۶۴	سردار محمد صاحب	〃 لاہور
۱۶۵	محمد صادق صاحب	〃 〃
۱۶۶	فضل الدین صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۶۷	محمد حنیف صاحب	〃 〃
۱۶۸	اللہ داد صاحب	〃 〃
۱۶۹	عبدالرحمٰن صاحب	〃 〃
۱۷۰	محمد جعفر صاحب	〃 〃
۱۷۱	محمد حسین صاحب	〃 〃
۱۷۲	مستری فضل کریم صاحب	〃 〃
۱۷۳	برکت علی صاحب	〃 〃
۱۷۴	محمد اسمٰعیل صاحب	ضلع منٹگمری
۱۷۵	حاکم علی صاحب	〃 گوجرانوالہ
۱۷۶	محمد شریف صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۷۷	نظام الدین صاحب	〃 ہوشیارپور
۱۷۸	فضل الدین صاحب	〃 〃
۱۷۹	شہاب الدین صاحب	〃 〃
۱۸۰	لبھو صاحب	〃 〃
۱۸۱	مولا بخش صاحب	〃 〃
۱۸۲	عبدالمنان صاحب	〃 〃
۱۸۳	موزی خان صاحب	ضلع اٹک
۱۸۴	محمد حسین صاحب	
۱۸۵	فضل حسین صاحب	ضلع اٹک
۱۸۶	ارشاد الحق صاحب	〃 میرٹھ
۱۸۷	عبدالغنی صاحب	ریاست پٹیالہ
۱۸۸	محمد شہزادہ صاحب	〃
۱۸۹	نذر محمد صاحب	ضلع گجرات
۱۹۰	محمد علی صاحب	〃
۱۹۱	رحمت اللہ صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۹۲	مرزا عبداللطیف صاحب	〃 〃
۱۹۳	عبدالحمید خان صاحب	〃 〃
۱۹۴	کرم الٰہی صاحب	〃 لاہور
۱۹۵	عبدالمجید صاحب	ضلع گورداسپور
۱۹۶	محمد مالک صاحب	〃 لاہور
۱۹۷	احمد حسین صاحب	〃 گجرات
۱۹۸	غلام حسین صاحب	〃 لاہور
۱۹۹	احمد دین صاحب	〃
۲۰۰	جمال الدین صاحب	〃 گجرات
۲۰۱	جمال الدین صاحب	
۲۰۲	رحمت اللہ صاحب	ریاست بہاولپور
۲۰۳	اللہ بخش صاحب	〃 لاہور
۲۰۴	عبداللہ صاحب	〃
۲۰۵	عبدالمجید صاحب	ضلع لاہور
۲۰۶	چوہدری احمد حیات صاحب	〃 شیخوپورہ
۲۰۷	عبدالواحد صاحب	لاہور
۲۰۸	مستری محمد حسین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۰۹	بشیر محمد صاحب	
۲۱۰	عبدالخالق صاحب	
۲۱۱	غلام فرید خان صاحب	ضلع ہوشیارپور
۲۱۲	محمد یار صاحب	ریاست بہاولپور
۲۱۳	خوشی محمد صاحب	ضلع ہوشیارپور
۲۱۴	حسین بخش صاحب	ریاست بہاولپور

(باقی)

وصیت نمبر ۱۳۷۱

منکہ چوہدری دین محمد ولد بوٹے خان قوم ڈھینس زمیندار عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن ڈھیر تنگ ڈاکخانہ کالی صوبے خان تحصیل و ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۳/۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ۳۱ گھماؤں زمین زرعی میں سے نصف کا میں مالک ہوں جو کہ ۱۵ ½ گھماؤں ہوتی ہے جس کی قیمت تین ہزار پانسو روپیہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک مکان پختہ اور ایک حویلی خام بڑے مرشیاں ہے جن کی قیمت تین ہزار روپیہ ہے۔ اس کے نصف کا بھی میں مالک ہوں یعنی پندرہ سو روپیہ کی میری ملکیت ہے۔ گویا میرے حصہ جائداد کی کل قیمت پانچ ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۲۸/- ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء

بقلم شمیم حسین آئینہ ساز۔ العبد:۔ چوہدری دین محمد سکنہ ڈھیر تنگ ڈاکخانہ کالی صوبے خان ضلع گوجرانوالہ حال ڈسپنسر سول ہسپتال وزیر آباد بقلم خود ۳۴/۳/۲۳۔ گواہ شد:۔ حافظ فیض احمد موصی امام مسجد وزیر آباد

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

حکومت افغانستان اور دولت ایران کے متعلق پشاور کی ایک اطلاع کے مطابق معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے ترکی سفیر متعینہ کابل کو اپنا ثالث مقرر کیا ہے۔ تاکہ ہر دو حکومتوں کے مابین سرحدوں کے تعین اور موضع موسیٰ آباد کے حقوق مالکانہ کی نسبت دیرینہ تنازعہ کا تصفیہ ہو جائے۔ علاقہ مذکورہ پر ۱۸۹۱ء سے حکومت افغانستان کا قبضہ ہے۔ لیکن حکومت ایران پیہم مطالبہ کر رہی ہے کہ یہ علاقہ حقیقتاً اس کے مقبوضات میں سے ہے۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کا مسودہ لنڈن کی ایک اطلاع کے مطابق تیار ہو گیا ہے جسے یکے بعد دیگرے مختلف ممبروں کے پاس بھیجا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ باضابطہ دستخط کرنے سے پہلے اسے دیکھ لیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسودہ کی ایک کاپی وائسرائے کو بھی بھیجی گئی ہے۔

سر میلکم ہیلی گورنر یو۔پی جو ماہ دسمبر میں مستعفی ہو کر انگلستان چلے جائیں گے۔ ان کے متعلق شملہ سے ۲۵ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ ان کی خدمات کے سلسلہ میں انہیں لارڈ کا خطاب دیا جائے گا۔ اور آپ کی قابلیت اور ہندوستانی معاملات کے متعلق آگاہی سے فائدہ اٹھانے کے لئے آپ کو ہندوستان کا آئندہ وائسرائے بنایا جائے گا۔

پنڈت سندر لال نے جو یو۔پی کانگرس کے مشہور لیڈر ہیں۔ الہ آباد سے ۲۸ر اپریل کی اطلاع کے مطابق ایک بیان میں کہا۔ کہ میں اسمبلی یا کونسلوں میں کام کرنے کے حق میں نہیں بلکہ ہمیشہ ہی ان کے بائیکاٹ کا حامی رہا ہوں۔ میں خوش ہوں گا۔ اگر گورنمنٹ اعلان کر دے کہ جو کانگرسی لیڈر جیل میں رہ چکے ہیں۔ وہ انتخاب میں کھڑے نہیں ہو سکتے۔

سلطان پور ریاست کپورتھلہ کے متعلق آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ محرم کے موقع پر مسلمانوں کے مجمع کو منتشر کرنے کے لئے گولی ضرورت سے زیادہ چلائی گئی۔ نہایت غیر مناسب طریق پر چلائی گئی۔ اور براہ راست آتش باری کی بجائے ہوا میں کوئی فائر نہ کیا گیا۔ بہت کم آدمی ایسے تھے۔ جن کے زخم جسم کے نچلے حصہ میں تھے۔ اطلاعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اتنے بڑے مجمع پر گولی چلانے والوں نے طبی امداد کا کوئی انتظام نہ کیا۔ مقتولین و مجروحین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بعض تو اسے سینکڑوں تک لے جاتے ہیں۔ مگر سول کے نامہ نگار نے بائیس آدمیوں کی موت اور تیس کی مجروحیت کا اقرار کیا ہے۔ احراریوں کی تحقیقات کے مطابق ستر اموات ہوئیں۔ اور اڑھائی سو کے قریب زخمی۔

الہ آباد سے ۲۹ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ موضع گڑیا ضلع بریلی میں ۲۵ر اپریل کی شب کو مسلمانوں نے ہندوؤں کے ایک مندر کے قریب جو زیر تعمیر تھا۔ تعزیہ کے راستہ سے متصل اپنے تعزیے ٹھہرا لئے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پولیس اور تحصیلدار کی کوششوں کے باوجود ہندو مسلمانوں میں تصادم ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک شخص ہلاک اور ایک مجروح ہوا۔ متعدد مکانات جلا دئے گئے۔

غازی پور اور ارد گرد کے دیہات میں بنارس کی ۲۸ر اپریل کی اطلاع کے مطابق محرم کے موقع پر ہندو مسلمانوں میں فسادات ہوئے۔ جس میں اشخاص ہلاک اور بہت سے مجروح ہوئے۔

وائسرائے بہار ریلیف فنڈ کی میزان ۲۸ اپریل تک ۴۹ لاکھ ۸۷ ہزار ۲۸۲ روپیہ ۱۰ ڈالر اور ۵۵ پونڈ تک پہنچ چکی ہے۔

پشاور سے ۲۸ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ کابل روڈ پر لنڈی خانہ کے نزدیک حکومت نے نئی فوجی بارکوں کی تعمیر شروع کر دی ہے۔

حکومت افغانستان نے پشاور سے ۲۸ر اپریل کی اطلاع کے مطابق شنواری قبیلہ کے بہت سے افراد کو اس جرم میں گرفتار کیا ہے۔ کہ انہوں نے برقی تاروں کو کاٹ دیا۔

انڈیا ڈیفنس لیگ کے زیر اہتمام ۲۴ر اپریل کو لنڈن میں ایک غیر معمولی جلسہ ہوا۔ لارڈ لائڈ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان اس وقت ایسے دور میں سے گذر رہا ہے۔ کہ اگر برطانوی ضبط کو واپس لے لیا گیا تو ہندوستان اور برطانیہ ہر دو کے لئے تباہی کا باعث ہوگا۔ قرطاس ابیض کی تجاویز کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہندوستان میں حقیقی اصلاحات اور ذمہ داریوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ سر مائیکل اوڈوائر نے بھی تقریر کی۔ بعد میں ایک ریزولیوشن باتفاق آراء بدیں مضمون پاس کیا گیا۔ کہ قرطاس ابیض کی اصلاحات ہندوستان کے لئے تباہ کن ہیں۔

پیرس سے ۲ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ روس کا مشہور کمیونسٹ لیڈر ٹراٹسکی جو پُراسرار طریق پر فرانس سے گم ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق اس کے سکرٹری کا بیان ہے۔ کہ وہ فرانس سے باہر کسی اور ملک میں چلا گیا ہے۔

لکھنؤ سے ۲۸ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ حکام ضلع نے صوبجاتی گورنمنٹ سے سفارش کی ہے۔ کہ ضلع لکھنؤ میں جو نقصان فصل کو کہر سے پہنچا ہے۔ اس کے باعث مالیہ اور لگان میں دو لاکھ سے زائد روپیہ فصل ربیع کی قسط سے معاف کیا جائے۔

گجرات سے ۲۸ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ ضلع ہذا کے دو قصبوں اور ۹۴ دیہات میں طاعون کی وبا پھیل چکی ہے۔ کئی سو اموات ہو چکی ہیں۔

شملہ کی ایک اطلاع ہے۔ کہ گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کا ایک خاص اجلاس اس ہفتہ کے دوران میں منعقد ہوگا۔ اور اصلاحات سے متعلقہ بہت سے سوالات پر جن پر لارڈ ولنگڈن انگلستان میں وزیر ہند کے ساتھ بحث و تمحیص کریں گے۔ آخری مرتبہ غور و خوض ہوگا۔

ہاپوڑ میں ۲۵ اپریل کی شام کو ایک زبردست طوفان باد آیا۔ تار۔ ٹیلیفون اور بجلی کے کھمبے ہل گئے اور کچھ گر گئے کئی عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ ٹیکا سرائے میں ایک عورت اپنے مکان کی تیسری منزل کی چھت پر سے معہ چارپائی اڑ کر سب سے نیچے کی چھت پر آ گری۔ دو درجن اشخاص زخمی ہوئے۔

پنڈت مالویہ نے ۲۹ر اپریل کو اسلامیہ کالج پشاور کے طلباء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے انجنیرنگ کے مضمون سے دلچسپی رکھنے والے طلباء کو دعوت دی۔ کہ وہ بنارس ہندو یونیورسٹی میں داخل ہوں۔ نیز وعدہ کیا۔ کہ وہ پشاور اسلامیہ کالج کو خیبر یونیورسٹی میں تبدیل کئے جانے کی تجویز کی اسمبلی کے اندر اور باہر ہر ممکن طریق سے حمایت کریں گے۔

کلکتہ سے ۲۹ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ آنریبل خان بہادر خواجہ نظام الدین صاحب وزیر تعلیم کو بنگال گورنمنٹ کا سر اسے کے غزنوی کی جگہ ایگزیکٹو کونسلر مقرر کیا گیا ہے۔

ملک معظم نے گورنر پنجاب کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر سر ہنری کریک کا استعفیٰ منظور کرتے ہوئے ان کی جگہ مسٹر ڈونالڈ جیمز بائلڈ آئی سی ایس کو جو آجکل پنجاب گورنمنٹ کے سینئیر فنانشل کمشنر ہیں۔ یکم مئی سے ایگزیکٹو کونسل کا ممبر مقرر کیا ہے۔

حکومت سرحد نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۹ اپریل موسیٰ خیل کے مہمندوں نے جو الاؤنس کی وصولی کے لئے پشاور شہر میں موجود تھے۔ شورش برپا کر دی۔ پولیس نے بعض موسیٰ خیلوں کو اس جرم میں گرفتار کیا تھا۔ کہ انہوں نے کسی صراف کی دوکان کو لوٹا۔ اس پر مہمندوں نے لاٹھیوں اور پتھروں سے تنگ منڈی کے تھانہ پر حملہ کر دیا۔ تاکہ زیر حراست موسیٰ خیلوں کو رہا کرا لیا جائے۔ پولیس نے مجمع منتشر کرنے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی